نواب سید محمد ذکی علی خاں صاحب ہاتفؔ کی سفارتی رپورٹ میں ذکر علماء خاندان اجتہاد

اقتباس کردۂ جناب فصاحت حسین صاحب (مبلغ جامعہ امامیہ)

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس ہشتم منعقدہ ۱۸/۱۹/۲۰/اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۷/۲۸/۲۹/ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ بمقام رفاہ عام کلب لکھنؤ۔ زیر صدارت عمدۃ المفسرین زبدۃ المتکلمین ناشر الشریعۃ حامی الشیعیۃ مولانا المولیٰ ابوتراب آقا السید علی صاحب حائری اللاہوری اعلی اللہ درجاتہ کی روداد مرتبہ مولانا سید علی غضنفر نقوی اجتہادی جنرل سکریٹری شیعہ کانفرنس میں جو سفارتی رپورٹ جناب نواب سید محمد ذکی علی خاں صاحب ہاتفؔ جوائنٹ سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس و سکریٹری انجمن مبشر الایمان رستم نگر لکھنؤ نے پیش فرمائی تھی اس میں علماء و آثار خاندان اجتہاد اور تلامذۂ علماء خاندان اجتہاد کا جو تذکرہ فرمایا ہے وہ نذر قارئین ہے۔

لکھنؤ

تہذیب و شائستگی، خلق و مروت، فصاحت و بلاغت، سخاوت و ایمانداری، خوش وضعی و وضعداری کے علاوہ قومی بلکہ مذہبی اعتبار سے تمام ہندوستان میں ایک نہایت درجہ ممتاز، قابل فخر اور دار العلم والعمل ہے۔ جو اپنی ندرت کے اعتبار سے قلب ہندوستان کے مبارک لقب سے مخاطب ہونے کا پورا مستحق ہے۔۔۔۔۔۔۔

فرمانروایان سلطنت اودھ کا ۱۱۳۲ھ سے ۱۲۷۲ھ یعنی ایک سو اکتالیس سال تک دار السلطنت رہا ہے جہاں کے تاجدار از ابتدا تا انتہا سب ہی شیعیان حیدر کرار علیہ السلام سے تھے۔ اسی بنا پر سلطنت اودھ سلطنت ایران کے بعد تمام عالم میں عدیم النظیر سلطنت تھی جس کے بقیہ آثار ہی دیکھ کر کلیجہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔ پھر ان لوگوں کے دل کا غم والم کون جان سکتا ہے جن خوش نصیبوں نے اس زمانے کی چہل پہل اور عیش باغ میں لاکھوں روپے کی افشاں چاندنی رات میں اڑتے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ گو بدقسمتی سے اپنی آنکھوں سے وہ مناظر ہم نے نہیں دیکھے لیکن بزرگوں سے جو واقعات سنے ہیں وہ کیا کم ہیں اور بقیہ آثار کو اجنبی بھی دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ جب مٹی ہوئی حالت پر ان کا یہ رنگ ہے تو عروج کے زمانہ میں کیا رہا ہوگا۔ الغرض یہ تو ایک دکھے ہوئے دل کی کہانی ہے جس کو اگر برسوں بھی کوئی سنے تو نہ کہنے والا گھبرائے اور نہ سننے والے کا اشتیاق کم ہو۔۔۔ ۱۸۵۷ء میں۔۔۔سرکار دولتمدار برطانیہ کا قبضہ ہوا جس

کے شاہد بیلی گارد، عالم باغ اور سکندر باغ کی دیواریں ہیں جن پر گولہ باری کے نشان اسی طرح اب تک موجود ہیں جس سے ان کی دلی حالت ظاہر ہورہی ہے۔۔۔۔۔۔

شیعوں کے لیئے تمام ہندوستان، تمام ایشیا بلکہ تمام عالم میں عراق و ایران وعرب سے دوسرے نمبر پر ہے جس کے کئی سبب ہیں مثل اس کے کہ جس طرح حضرات معصومین علیہم السلام کے روضہ ہائے مقدسہ ان مقامات پر واقع ہیں اسی طرح کوئی معصوم ایسا نہیں جس کے روضہ کی شبیہ یہاں موجود نہ ہو اور بعض تو دو دو اور تین تین ہیں فرق صرف اصل و نقل کا ہے لیکن یہ نقلیں بھی اس درجہ مقبول بارگاہ ایزدی ہیں جس کی حد نہیں۔۔۔۔۔

اگر ان مقامات مقدسہ میں حضرات علماء دین جن کا مرتبہ مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہے مثل علامۂ مجلسی وجناب محقق طوسی وحضرت شیخ مفید وجناب سید علم الہدیٰ و سید رضی و جناب صدوق و جناب شیخ و سرکار میرزا علیہم الرحمۃ والرضوان ایسے بزرگان دین کے تو لکھنؤ بھی اس امر میں خالی نہیں یہاں بھی حضرت غفرانمآب، جناب سلطان العلماء رضوان مآب، جناب سید العلماء علیین مکان، جناب علم الہدیٰ جناب ملک العلماء مغفرت مآب، جناب ممتاز العلماء جنت مآب، جناب زبدۃ العلماء معین المومنین، جناب علامۃ العلماء، شمس العلماء فردوس مآب، تاج العلماء قدسی مآب، عماد العلماء علیین مآب، جناب عمدۃ العلماء صدر الشریعۃ، سید العلماء فردوس مکان، حضرت بحر العلوم وجناب ملاذ العلماء وجناب مفتی صاحب

اعلیٰ اللہ مقامہم فی الفرادیس الجنان ایسے ایسے قابل فخر علمائے اعلام جن کا نہ محض لکھنؤ یا ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں وہی شہرہ ہے جیسا کہ لکھنؤ میں ـــــ

ان حضرات کے وعظ اور تصنیف و تالیف کے عظیم المقدار خزانہ سے کون ایسا شخص ہے جو مستفیض نہیں ہوا اور قیامت تک نہ ہوگا۔

اگر وہاں علمائے حی میں بفضلہٖ تعالیٰ جناب سرکار طباطبائی، جناب آقائے شریعت، جناب آقائے صدر ادام اللہ امجادہم ایسے بزرگان دین حقہ تشریف فرما ہیں تو یہاں بھی اعلم العلماء جناب سید سبط حسین، سرکار صدر المحققین ناصر الملۃ والدین، جناب سرکار قدوۃ العلماء بانئ آل انڈیا شیعہ کانفرنس، جناب سرکار نجم العلماء، جناب سرکار باقر العلوم، جناب سرکار مولانا سید محمد ہادی صاحب اور جناب سرکار مولانا سید ظہور حسین صاحب ایسے واجب الاحترام بزرگان دین بحمد اللہ تشریف فرما ہیں۔

اگر اس سرزمین پاک و پاکیزہ پر دعبل وحسان ایسے مداح محمد وآل محمد علیہم السلام گذرے ہیں تو یہاں بھی انیسؔ و دبیرؔ ایسے مداح خدا نے بھیج دیئے۔

سلسلۂ مواعظ ہر جمعہ کو مسجد آصفی میں اور مسجد کوفہ میں جاری ہے۔ مسجد آصفی میں امام الجمعہ سرکار شریعتمدار قدوۃ العلماء مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی اول نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں بعدہٗ وعظ فرماتے ہیں اور مسجد کوفہ میں ظہرین اور بعد اس کے وعظ۔ ماہ

مبارک رمضان میں تو مواعظ کا سلسلہ روزانہ تمام شہر میں رہتا ہے۔ تمام علماء دین روزانہ اسی امر خیر میں مشغول و مصروف رہتے ہیں۔

۲۹ر ذی الحجہ سے ۸ر ربیع الاول سوائے عزاداری کے مومنین کو کوئی کام نہیں۔ میرا خیال بلکہ یقین ہے کہ صرف لکھنؤ میں اس مدت میں ایک لاکھ سے کم مجالس نہیں ہوتیں۔ اس پورے زمانے میں ۷ر محرم اپنے خصوصیات سے اور ۸ر محرم کی مجالس جس میں حاضری تقسیم ہوتی ہے، اہم ہیں۔

۹ر محرم کی مجالس بالخصوص امامباڑۂ جناب جنت مآب و جناب غفرانمآب اور مولوی میر مہدی حسین صاحب ماہرؔ مرحوم کے امامباڑہ کی عجیب شان ہوتی ہے۔ جناب جنت مآب کے امام باڑہ کی مجلس میں تقریباً آٹھ دس ہزار مومنین کا مجمع ہوتا ہے۔۔۔۔۔

امامباڑہ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم جس میں بانی امامباڑہ کی قبر بھی ہے ایک مشہور و بے نظیر عمارت ہے۔ زمانہ غدر کے بعد ایک مدت تک بجائے قلعہ کے مستعمل ہوتا رہا اور بالآخر گورنمنٹ کی عنایت و مہربانی سے واگذار کر کے امامباڑہ حسین آباد سے متعلق کر دیا گیا اور مسجد جناب مولانا السید محمد ابراہیم صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ کے سپرد کر دی گئی جس میں جناب مرحوم تا حیات خود ہی اور کبھی کبھی آپ ہی کی قائم مقامی میں اور بھی بعض علماء نماز جمعہ وعید پڑھایا کیئے اور بعد انتقال جناب ممدوح کے جناب عماد العلماء مولانا السید مصطفی المدعو بہ جناب میر آغا صاحب علیین مآب اقامت جمعہ وعیدین فرماتے رہے۔ اب قدوۃ العلماء مولانا و مولوی آقا السید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر بانئ آل انڈیا شیعہ کانفرنس جانشین جناب عماد العلماء نماز جمعہ وعیدین پڑھاتے ہیں۔

امامباڑہ جناب غفرانمآب حضرت حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب مولانا السید دلدار علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کا بنا کردہ ہے اور محلہ پاٹانالہ میں واقع ہے نہایت مقدس و متبرک و قدیم عمارت ہے اور تاریخ اس کے بنا کی ''مزار و مدرسہ ہم جائے ماتم سبطین'' ہے ــــ اس امامباڑہ میں اکثر علماء و مجتہدین کے قبور مقدسہ وقف خاص میں ہیں اور اکثر مومنین اور جگہ نہ ملنے کی وجہ سے بعض علماء بھی وقف عام میں دفن ہیں مگر افسوس کہ یہ مقدس عمارت ایسے حال خراب میں مبتلا ہے کہ خود اپنے حال زار پہ زار زار رو رہی ہے ــــ امامباڑہ کن کن نائبان حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خوابگاہ ہے ان میں سے ہر ایک بزرگوار اپنے اپنے زمانہ میں حجۃ الاسلام اور آیۃ اللہ فی الانام، محیی السنۃ اور قامع الضلالۃ والبدعۃ تھا ــــ شیعہ

کانفرنس کی جانب سے ایک مرتبہ اس کی مرمت ہو چکی ہے لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ یہ مرمت بہت کچھ اس کی روک تھام کا باعث ہو گئی لیکن افسوس ہے

کہ اس مرمت میں اس کے بہت سے کتبے چونے سے سفید کر دیئے گئے ہیں اور اب صرف ایک شجرہ جو قبر اقدس حضرت غفرانمآب کے حجرہ کی دیوار پر موجود ہے۔ حالانکہ وہ بھی جابجا سے مٹ گیا ہے لیکن اگر وہ باقیماندہ بھی مٹ گیا تو ایک بڑی چیز ہاتھ سے جاتی رہے گی۔۔۔۔۔

جناب بحر العلوم قبلہ مجتہد اعلیٰ اللہ مقامہ کے زمانے تک بانی امامباڑہ کا ہر ایک جانشین اس کا متکفل رہا اور مجالس معینہ منعقد ہوتی رہیں لیکن جناب موصوف کے انتقال کے بعد مجالس معینہ اور ان کی کفالت میں مقدمات و تنازعات باہمی کی وجہ سے بہت کچھ تہاول ہوگیا ـــــ

کچھ زمانہ تک قدوۃ العلماء صاحب قبلہ مجتہد ادام اللہ ظلہ العالی زمانۂ محرم میں وہاں مجالس منعقد کرتے رہے لیکن جب جناب سلطان العلماء مولانا السید سبط حسین صاحب قبلہ مجتہد عدالت سب ججی سے کامیاب ہو گئے تو قدوۃ العلماء بھی دست کش ہو گئے اور اب عدالت جوڈیشنل کمشنر بہادر سے اولاد بحر العلوم اعلیٰ اللہ مقامہ کے ڈگری پاجانے کے بعد نہیں کہہ سکتے کیا نتیجہ ہو۔ زمانۂ اربعین میں جو مجالس بعض رؤسا کی طرف سے وہاں منعقد ہوا کرتی تھیں وہ اب بھی منعقد ہوتی ہیں اور ۱۹/صفر کی مجلس اس امامباڑہ کی بہت مشہور ہے۔ اس مقدس عمارت کے واجب الاحترام بانی نے جو جائداد چھوڑی تھی وہ ابتک باقی ہے اگر اس جائداد کے ایک جزو سے بھی اس مقدس عمارت کی خبر گیری ہوتی رہے تو کسی دوسری جانب توجہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن افسوس کہ وہ کچھ ایسی کشمکش میں مبتلا ہے اور اس درجہ مایوسی ہو چکی ہے کہ بجز عام افراد قوم سے اپیل کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا اور چونکہ یہ امامباڑہ ایسے واجب الاحترام بزرگ کی یادگار ہے جس نے انتہائے ضلالت کے بعد تمام ہندوستان میں آثار ایمان کو پھیلا دیا تھا اور اب تک وہی فیض باقی ہے لہٰذا عام قوم پر اس کی خبر گیری لازم ہے۔

امامباڑہ جناب ممتاز العلماء فخر المدرسین آیۃ اللہ فی الانام السید محمد تقی صاحب جنت مآب خلف اکبر جناب علیین مکان (میرن صاحب) اعلیٰ اللہ مقامہما جو عقب مسجد تحسین علی خاں صاحب چوک بازار میں واقع ہے اور جس میں ایک مختصر سی مسجد بھی ہے، اپنی حالت پر باقی ہے اور جو مجالس اس میں منعقد ہوتی تھیں وہ اگر چہ اس پہلے مجمع کے ساتھ تو نہیں ہوتیں لیکن بحمد اللہ منعقد ہوتی رہتی ہیں اور علاوہ مجالس معینہ کے جو مجالس کہ وقتاً فوقتاً وہاں منعقد ہوتی رہتی ہیں ان میں سے ۲۶/۲۵/رجب کی مجلسیں نہایت مشہور ہیں جن میں جناب میر انیسؔ صاحب مرحوم ومغفور کے دو لائق و ہونہار پوتے یعنی جناب سید خورشید حسن صاحب عروجؔ خلف جناب میر خورشید علی

صاحب نفیس مغفور اور جناب سید علی نواب صاحب قدیم خلف جناب میر محمد صاحب سلیس اپنے اپنے تصنیف مرثیے پڑھا کرتے ہیں ـــــ بانیٔ امامباڑہ اور ان کے خلف الصدق جناب سید العلماء آیۃ اللہ فی الانام السید محمد ابراہیم صاحب قبلہ مجتہد اعلیٰ اللہ مقامہما اسی امامباڑہ میں دفن ہیں۔ بانیٔ امامباڑہ نے ایک مسجد اور اس کے قریب ایک حمام خانہ بھی تعمیر کرایا تھا مگر افسوس کہ اب یہ عمارتیں اپنے بانی کے غم میں رو رہی ہیں۔۔۔۔۔

امامباڑہ نیا محل محلہ منصور نگر میں واقع ہے جس میں ایک مسجد بھی ہے اور غالباً دس ہزار روپے کے نوٹ اور بعض مواضعات کے کچھ حصے بھی اس کے متعلق ہیں اور سید عسکری مرزا صاحب مودب لکھنوی اس کے متولی ہیں جو بہت خوبی سے اس کا انتظام چلا رہے ہیں قبل از ایں جناب عماد العلماء میر آغا صاحب قبلہ وکعبہ اعلیٰ اللہ مقامہ یہاں نماز پڑھایا کرتے تھے اور اب جناب قدوۃ العلماء قبلہ وکعبہ ماہ مبارک رمضان میں علاوہ جمعہ کے ہر روز نماز ظہرین ومغربین اور غیر ماہ مبارک میں ہر روز نماز مغربین پڑھایا کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

کربلائے مہدی گنج جو مولوی صاحب کی کربلا کے نام سے مشہور تھی اور جس میں اب تک تعزیے دفن ہوتے ہیں، اصل میں جناب رضوان مآب سلطان العلماء علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ جناب منصف الدولہ بہادر کی تعمیر کردہ ہے، زمان مابعد میں کسی وجہ خاص سے جس کا تحقیقی طور پر ہم کو کوئی علم نہیں ہے اس کی ملکیت اولاً حاجی سید تجمل حسین صاحب کی طرف اور اس کے بعد نواب عظمت الدولہ بہادر کی طرف منتقل ہوگئی جنہوں نے اس کی عمارت وحفاظت میں بذریعہ حاجی صاحب موصوف کے بہت کچھ بذل ہمت سے کام لیا۔ کربلا کی ظاہری صورت امامباڑہ کی سی تھی۔ جس میں ایک بے مثل منبر اور خاک پاک سے تیار کی گئی نہایت عمدہ ونفیس ضریح ہے جس کا مثل ونظیر لکھنؤ کیا بلکہ بجز حسین آباد ضلع مونگیر کے تمام ہندوستان میں نہ تھا اور نہ ہے۔ لیکن وہ اب عالم شکستگی و خستگی میں ہے۔

مصری کی بغیا محلہ مصاحب گنج میں واقع اور تعزیوں کا قدیم مدفن ہے اور اب کچھ زمانے سے جناب سرکار شریعتمدار حضرت قدوۃ العلماء قبلہ وکعبہ کی نگرانی و انتظام میں ہے۔۔۔

امامباڑہ نواب علی جان خانصاحب، یہ ایک چھوٹا سا وقف ہے اور قدوۃ العلماء کی نگرانی میں ہے۔۔۔

اب شیعیان لکھنؤ کی تمام امیدیں آل انڈیا شیعہ کانفرنس سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کانفرنس اگرچہ تمام شیعیان ہندوستان کی کانفرنس ہے لیکن لکھنؤ اس کا صدر مقام ہے اور اس لیئے مومنین لکھنؤ کو اس کی جانب زیادہ تر توجہ کی ضرورت ہے۔

۔۔۔دیکھئے کالج کی تجویز کب عملی جامہ پہنتی ہے۔